راحت جبیں

غلط فہمی





راحت جبیں

غلط فہمی

سارا آسمان سرمئی بادلوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ تیز ہوا میں لکائن کے پیلے پتے جھڑ جھڑ کر کمروں کے اندر آنے لگے۔ اسی تیز ہوا نے دھلے دھلائے کپڑوں کا ناس کردیا تھا... کئی کپڑے تار سے گر کر زمین بوس ہو گئے۔

"عفی آپی! بارش آئے گی۔" عقب سے ارم کی آواز سن کر عفیفہ کی جان جل گئی۔

"ارے کسی سے اتنا نہ ہوا کہ کپڑے اتار کر اندر ہی رکھ دے... دھونے کی توفیق تو کیا ہی ہوئی تھی۔"

"میں تو ابھی باہر آئی ہوں۔" ارم نے وضاحت کی۔

"ہاں کالج سے آکر کھالیا اور سولیا... یہی تو کام ہے۔" اس نے جلتے کڑھتے کپڑے اکٹھے کر کے اندر ڈھیر کیے۔ ارم نے بھاگ بھاگ کر باقی اشیاء سمیٹیں... عفیفہ اندر آکر کھڑکیاں بند کرنے لگی۔

"اُفوہ اتنا اچھا تو موسم ہے۔" ارم نے احتجاج کیا۔

"تو باہر جا بیٹھو... ابھی منوں مٹی دھونی پڑے تو ہوش ٹھکانے آجائیں۔" عفی نے اسے بری طرح گھورا... بڑے ہونے کی وجہ سے اس کا ارم بلکہ دونوں بھائیوں پر خاصا رعب تھا... ابھی الفاظ منہ میں ہی تھے کہ موٹے موٹے چھینٹے پڑنے لگے... منٹوں

ناولٹ

میں جل تھل ہوگیا... عفی وہ چیزیں سمیٹنے لگی جو ارم کی نظروں سے اوجھل ہوگئی تھیں۔ جب بھیگی کگڑی بنی کمرے میں لوٹی تو ارم مزے سے کھڑکی سے باہر ہاتھ نکالے ہتھیلی پر بوندیں جمع کرتی گنگنا رہی تھی۔

چنچل کے پتوا پہ لکھ دی دل کی بات
آئی ہیں ہوائیں لے کے پیا جی کو ساتھ

"ہونہہ... اگر پیا سائز میں تمہارے جتنا ہوا تو توپ میں رکھ کر داغا جائے گا... ہواؤں میں اتنا دم خم کہاں..." وہ عفی کیا جو ٹوکے نا۔

"ارے میں تو یہ گیت آپ کے لیے گنگنا رہی تھی" ارم ہنس دی۔ عفی رخ موڑ کر دوپٹہ نچوڑنے لگی... لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ در آئی... دھیان اپنے آپ نبیل کی طرف چلا گیا... جسے شارجہ گئے دو ماہ ہو



گئے تھے۔۔۔ اور جاتے جاتے وہ منگنی جیسے کچے رشتے کو نکاح کے مضبوط بندھن میں بدل گیا تھا۔

"عفی! پکوڑے' ساتھ میں انار دانے کی چٹنی۔" برسات میں نکلے پتنگوں کی طرح گھر کے افراد کونوں کھدروں سے نکلنے لگے۔

"تمہاری چٹنی نہ پیس دوں۔" ابھی تو تصور کی آنکھ سے بارش میں پہلا ڈوئٹ شروع ہوتے دیکھا تھا کہ سفیان فرمائش لیے آگیا۔ اس نے بھیگا دوپٹہ اتار کر دروازے پر پھیلایا۔ خود دھلے کپڑوں میں سے دادی کی چادر نکال کر اوڑھ لی۔ یہی کام کوئی اور کرتا تو وہ اس کے خوب لتے لیتی۔

"حق ہا۔۔۔ کبھی ماں کے ہاتھ کے پوڑے کھایا کرتے تھے۔۔۔ اب تو ترس جاتے ہیں۔" راہداری میں حقہ گڑگڑاتے دادا نے آہ بھری۔

"اباجی! ارم بنا دیتی ہے۔" زینب بی بی' عفی کی امی کی آواز ابھری۔

"ہیں۔۔۔ ارم بیٹا۔۔! پھر ہو جائیں گرما گرم میٹھے پوڑے۔۔۔" انہوں نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"اباجی! ابھی لیں۔" وہ چھوٹوں پر جتنا رعب جماتی تھی۔۔۔ بڑوں کے لیے اتنی ہی مؤدب تھی۔۔۔ کچن میں آکر بیسن گھولنے لگی۔ ارم نے پیاز' آلو اور ہری مرچیں وغیرہ کاٹ دیں۔

"آپی! کیا بن رہا ہے؟" عالیان ابھی ابھی اٹھا تھا۔

"آج تو آلو والے پراٹھے کا موڈ تھا۔۔۔ املی کی چٹنی کے ساتھ۔"

"ابھی بن جائے گا اور کچھ۔۔۔" عفی نے پیار سے بھائی کو دیکھا۔۔۔ وہ ایم بی اے کر رہا تھا اور رات ہی دو دن کی چھٹی پر گھر آیا تھا۔۔۔ جبکہ سفیان آج کل جاب کی تلاش میں تھا۔ اس نے ایک طرف کڑاہی رکھی' دوسری طرف آلو ابلنے کے لیے۔ خود پوڑوں کے لیے آٹا گھولنے لگی۔۔۔ بطورِ خاص چھان کر شکر ملائی۔ انڈے پھینٹے۔۔۔ سب بڑے کمرے میں جمع ہو کر خوش گپیاں کرنے لگے۔ گرما گرم پکوڑے' نرم نرم پیلے پیلے ذائقہ دار پوڑے' آلو کے پراٹھے۔۔۔ دو طرح کی چٹنیاں۔۔۔ جو وہ پہلے ہی بنا کر فریج میں رکھ لیتی تھی۔ بیٹھے بیٹھے دعوت ہو گئی۔۔۔ دادی ٹوکتی ہی رہ گئیں۔ دادا نے پورے پانچ پوڑے کھائے۔۔۔ ابو کا حصہ اس نے سنبھال کر مائیکرو ویو میں رکھ دیا۔

"آپی! تم چلی گئیں تو ہمارا کیا ہو گا؟" عالیان پراٹھا کھا کر اب صرف چٹنی کھا رہا تھا۔ "اس موٹی کو بھی کچھ سکھا دیں۔"

"مجھے سب آتا ہے۔۔۔"

"اچھا' چائے بنانا آتی ہے؟" سفیان نے چھیڑا۔

"ارے۔۔۔ آپ نے مجھے اتنا ہی نکما سمجھ رکھا ہے؟" وہ اٹھ کر چائے بنانے چل دی۔

"سب امی کے لاڈ ہیں۔۔۔ ورنہ میں اس عمر میں سارا کھانا اکیلی بنایا کرتی تھی۔" عفیفہ نے لقمہ دیا۔

"تمہاری رخصتی کے بعد امی نے سب کچھ کرنا ہے۔" زینب بی بی نے مسکرا کر کہا۔

"خیر جس طرح گھر عفی نے سنبھالا ہے۔۔۔ ارم کے لیے تو مشکل ہی ہو گا۔" سفیان کی بات پر اس کی گردن فخر سے تن گئی۔ جب ارم نیلی کناری والی پیالیوں میں چائے سرو کر رہی تھی۔ تب کال بیل گونج اٹھی۔

"میں دیکھتا ہوں۔" سفیان اٹھ کر گیا۔۔۔ واپس آیا تو ساتھ میں فاطمہ زہیر کو دیکھ کر سب ہی حیران رہ گئے۔۔۔ وہ درمیانی قامت اور گوری رنگت والی جاذبِ نظر لڑکی تھی۔

"آئی ایم ساری میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا۔ دراصل مجھے اک فون کرنا تھا۔ مگر گھر کا فون ڈیڈ پڑا ہے۔۔۔ آنٹی نورین بھی گھر پہ نہیں ہیں تو۔۔۔" اس کی آواز بے حد نرم اور صاف تھی۔۔۔ عفیفہ ناقدانہ نظروں سے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔

"ہاں۔۔۔ ہاں کیوں نہیں۔" امی نے کہا تو سفیان نے فٹ جیب سے موبائل نکال کر اسے تھما دیا۔ عفیفہ نے اسے بری طرح گھورا۔

فاطمہ نے وہیں کھڑے کھڑے نمبر ملایا۔

"السلام علیکم امی!"

"جی امی۔۔۔! خیریت نہیں ہے۔۔۔ نانا ابو کی طبیعت

صبح سے خراب ہے۔"

"میں نے میڈیسن دے دی تھیں۔۔۔ مگر کوئی افاقہ نہیں۔ موسم بھی تو دیکھیں۔۔۔ بس آپ اور بابا جلدی واپس آجائیں۔۔۔ میں بہت پریشان ہوں۔۔۔ اگر آپ گھنٹے تک نہ آئے تو میں انہیں لے کر ہسپتال چلی جاؤں گی۔۔۔"

ہلکی آواز میں کی گئی گفتگو سب نے سنی۔۔۔ اس نے موبائل بند کر کے شکریے کے ساتھ واپس کر دیا۔

"بیٹی! کیا زیادہ طبیعت خراب ہے۔" دادی نے اس کی پریشان صورت دیکھ کر ہمدردی سے پوچھا۔ جواباً اس نے مختصراً نانا کی بیماری کی تفصیل سنائی۔

"گاؤں میں فوتگی ہو گئی تھی۔ امی' بابا اور آنٹی نورین کے گھر والے سب وہیں ہیں۔" اس نے انگلیاں چٹخاتے ہوئے بتایا۔

"ذیشان تو صبح یہیں گھوم رہا تھا۔" عفیفہ نے جتاتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔۔۔ مگر فاطمہ اپنی پریشانی میں اس کا لہجہ محسوس نہ کر سکی۔ تب ہی سادگی سے کہنے لگی۔

"اس وقت تو وہ بھی گھر پر نہیں ہے۔ نجانے کہاں نکل گیا۔"

"آپ بیٹھیں چائے تو پی لیں۔" ارم کو وہ اچھی لگی تھی تب ہی اصرار کرنے لگی۔

"نہیں' عائشہ وغیرہ پریشان ہو رہی ہوں گی۔۔۔ اب اجازت دیں۔"

اس کے جانے کے بعد دادی کو پریشانی لاحق ہو گئی۔

"اکیلی لڑکیاں پریشان ہو رہی ہوں گی۔۔۔ اٹھ کر دیکھ آئیں۔" انہوں نے دادا کو اکسایا۔

"اُفوہ دادی! آپ کو پتا تو ہے۔۔۔ وہ لڑکیاں اتنی بھی اکیلی نہیں ہیں۔۔۔ خوامخواہ میں۔۔۔" عفیفہ نے تنک کر ٹوکا۔۔۔ مگر دادی کو چین نہ آیا۔۔۔ دادا کو اٹھا کر ہی دم لیا۔۔۔ وہ تھوڑی دیر کے بعد سفیان کو بلا کر لے گئے۔۔۔ لگتا تھا اس کے نانا کی طبیعت زیادہ خراب تھی۔

"امی! حد کرتی ہیں۔۔۔ سفیان کو بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ ایسی لڑکیاں تو موقع کی تلاش میں رہتی ہیں۔"

"بس کر عفی! سفیان کوئی میٹھی گولی نہیں ہے جسے وہ اٹھا کر منہ میں ڈال لے گی۔" دادی نے تسبیح نکالتے ہوئے ٹوکا۔

"مکھی بنا کر دیوار سے ضرور چپکا دے گی۔۔۔ اس قسم کی لڑکیاں۔۔۔"

دادی کی تنبیہی نگاہوں پر وہ بڑبڑاتے ہوئے پچھلے صحن میں نکل آئی۔۔۔ مگر ساتھ والا ٹیرس سنسان تھا۔۔۔ صحن میں سے بھی کوئی آواز نہ آرہی تھی۔۔۔ یقیناً "وہ لوگ سامنے والے حصے میں تھیں۔ یوں بھی یہ پچھلا ٹیرس سردیوں میں زیادہ آباد ہوتا تھا کہ یہاں دھوپ براہِ راست پڑتی تھی۔۔۔ جبکہ گرمیاں کمروں میں یا سامنے والے حصے میں گزرتی تھیں۔

وہ جھنجلا کر اندر آگئی۔ بارش کے تھمنے کے بعد ہلکی سی دھوپ نکل آئی تھی۔ آسمان پر ساتوں رنگ بکھرے تھے۔ ارم قوسِ قزح کو دیکھ کر بچوں کی طرح خوش ہونے لگی۔

"ان کے نانا کی طبیعت بہت خراب تھی۔ ہسپتال لے جانا پڑا۔۔۔ دیر ہو جاتی تو نقصان بھی ہو سکتا تھا۔" دو تین گھنٹے کے بعد دادا اور سفیان واپس آئے تو بتانے لگے۔ عفیفہ کو اس قصے میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اس لیے خاموشی سے ٹی وی دیکھتی رہی۔

٭ ٭ ٭

"تم سے کہا تھا۔ سیدھا دکان پر آنا۔۔۔"

امی کا بنایا قیمہ کچنار بے حد مزے دار تھا۔ مگر ابو کے سوال نے سب بدمزہ کر دیا۔

"سپر اسٹور۔" وہ زیرِ لب بڑبڑایا۔۔۔ اسے اچھی خاصی تکلیف ہوتی تھی۔ جب ابو اچھے بھلے اسٹور کو دکان کہتے۔

"جو بھی ہے۔۔۔ تم آئے نہیں۔" وہ خاصے تحمل سے پوچھ رہے تھے۔ مگر اس تحمل کے عقب میں جھانکتے غضب نے ذیشان کا حلق خشک کر دیا۔ تب ہی کھانا چھوڑ کر پانی کا گلاس لبوں سے لگا کر مدد طلب نگاہوں سے ماں کو دیکھا۔ مگر وہ ہمیشہ کی طرح روایتی

ماؤں کے برعکس بے نیازی کے ساتھ شوہر کی طرف داری کرتی نظر آئیں ۔۔۔ اس نے پانی کا پورا گلاس چڑھالیا۔

ابو نے تحمل سے اس کے گلاس خالی ہونے کا انتظار کیا۔۔۔ اور پھر سوال دُہرایا۔

"جی، موٹر سائیکل پنکچر ہو گیا تھا۔"

"اور سارا دن ہی رہا؟"

"جی، پیسے نہیں تھے۔"

"ہر اوٹ پٹانگ کام کے لیے پیسے ہوتے ہیں۔ جب کام کی بات ہو تو پیسے ختم، جو پرسوں ایک ہزار دیا تھا۔۔۔ وہ۔"

"وہ۔" ذیشان ایک دم سٹپٹایا۔ "وہ امی نے ادھار لے لیے تھے۔"

"ارے۔۔۔" نصیبو گھبرا کر کچھ کہتے کہتے رُک گئیں۔ بیٹے کی التجائیہ نظریں ان کی طرف اٹھی تھیں۔۔۔ وہ اموشنل بلیک میل کم کم ہی ہوتی تھیں۔۔۔ مگر اس بار دام میں آ ہی گئیں۔

"کیوں؟ گھر کا خرچ ختم ہو گیا۔"

"نہیں وہ۔۔۔ زاہدہ کو ضرورت تھی تو میں نے۔۔۔" نصیبو نے سٹپٹا کر سامنے والی پڑوسن کا نام لیا۔ ساتھ ہی شرربار نگاہوں سے بیٹے کو گھورا جو سر جھکائے مسکرا رہا تھا۔

"کام چوروں کے پاس ایک سو ایک بہانے ہوتے ہیں۔۔۔ شرم نہیں آتی کہ بوڑھا باپ اس عمر میں ہڈیاں گھسا رہا ہے۔ کب تک اس جوان اولاد کو بٹھا کر کھلاؤں۔۔۔ میزان بھی تو ہے۔۔۔ بی اے کے فوراً بعد صدر والا اسٹور سنبھال کر بیٹھ گیا۔ اس نواب زادے کے نخرے نہیں ملتے۔۔۔ کہاں کا لاٹ صاحب ہے۔۔۔ باپ نے ساری عمر اک چھوٹی سی دکان کی گدی پر بیٹھ کر نمک، مرچ کی پڑیاں باندھ باندھ بیچیں۔۔۔ تب جا کر وہ دکان سپر اسٹور بنی اِدھر اِس کی نگرانی بھی گراں ہے ۔۔۔ کل پانچ ہزار کا سودا کس کو اٹھوایا ہے؟"

"تو غصہ اس بات پر ہے۔" ذیشان نے سوچا پھر آہستگی سے جواب دیا۔ "عاصم کو۔۔۔"

"اس نے پچھلا حساب چکا دیا؟"

"وہ پہلی تک۔۔۔"

"یہ کتنویں پہلی ہے۔۔۔" انہوں نے تیکھے [illegible] میں دریافت کیا۔

جواب ذیشان کے پاس نہیں تھا۔ سو خاموشی [illegible] بے عزتی کرواتا رہا۔ میزان بھی نہا کر آ گیا۔۔۔ اس [illegible] در گت پر ہولے ہولے مسکراتا رہا۔ ابو نے اچھی [illegible] ابال نکالا۔۔۔ اور کھانا ختم کر کے اٹھ گئے۔ نصیبو [illegible] بیٹے کا کان پکڑ لیا۔

"شرم تو نہیں آتی ماں سے جھوٹ بلواتے ہو [illegible]"

"ذرا سے جھوٹ سے کسی کا بھلا ہو جائے تو آپ [illegible] کیا جائے گا۔"

"بس اک اپنا ہی بھلا نہ سوچنا۔" میزان نے سا[illegible] نکالتے ہوئے کہا۔

"خدا کے لیے اب آپ بھی شروع مت ہو جا[illegible] گا۔۔۔ کیونکہ آپ کا بھلا بھی میرے ہی ہاتھوں ہونا [illegible] کیونکہ آپ کی تو نزدیک کی نظر کمزور ہے۔"

"اس بے تکی بات کا مقصد۔۔۔ سنجیدہ ہو جاؤ ذیشان زندگی اس قدر غیر سنجیدگی کی متحمل نہیں ہوتی۔ تمہارا تو یہ حال ہے کہ ہر راہ چلتا تمہارا دوست ہے۔ ہر دوسرے بندے کی جھوٹی سچی کہانی سن کر اس کی [illegible] کو تیار ہو جاتے ہو۔ ہر کام حساب کتاب سے ہی اچھا لگتا ہے۔" میزان نہ چاہتے ہوئے بھی نصیحت کر گیا۔

"امی! اب بھائی کی شادی کر دیں۔" اس نے اکتا کر مشورہ دیا۔

"ہاں۔۔۔ نکلتی ہوں اس مہم پہ۔۔۔" نصیبو نے فوراً ہاں میں ہاں ملائی۔

"والدہ محترمہ آپ کو کوئی ملک فتح نہیں کرنا۔ صرف میرے لیے اک معصوم سی، پیاری سے بھابی ڈھونڈنا ہے۔" اس نے آرام سے ان کا دھیان دوسری طرف لگا دیا۔

"یہ کوئی آسان کام ہے؟"

"صبح میرے ساتھ کلینک چلیے گا۔"

"اس۔۔۔ وہ کیوں۔۔۔؟"

"نظر ٹیسٹ کروانی ہے۔۔۔" وہ پھر سے ذو معنی بات کہہ کر اٹھ گیا۔ نصیبو نے نا سمجھی کے ساتھ میزان کو دیکھا اس نے کندھے اچکا کر اپنی لاعلمی کا اظہار کر دیا۔

☆ ☆ ☆

"اچھا تم لوگ گھر پر ہی رہنا۔۔۔ میں ذرا پڑوس میں جا رہی ہوں۔۔۔ نسیم کے والد ہسپتال سے گھر آئے ہیں۔۔۔ ان کی عیادت کر آؤں۔"

اپنے اکیلے پن کی وجہ سے نصیبو کے تعلقات آس پڑوس کے ساتھ خاصے اچھے تھے۔۔۔ سب کے دکھ درد میں شریک ہوتیں۔ خود ان کے دو ہی بیٹے تھے۔ بیٹی کوئی تھی نہیں۔ سب کاموں پر نکل جاتے تو اکیلا پن کاٹ کھانے کو دوڑتا۔۔۔ ساتھ والا گھر واجد صاحب اور نورین کا تھا۔۔۔ جن کا اکلوتا بیٹا کمائی کے لیے کوریا گیا۔۔۔ تو وہیں شادی رچالی۔۔۔ بیٹی اسلام آباد میں بیاہی تھی۔۔۔ کہیں مہینوں بعد شکل دکھاتی۔ نصیبو اور نورین نے ایک دوسرے کا اکلاپا بانٹ رکھا تھا۔۔۔ پھر نصیبو نے ہی مشورہ دیا کہ وہ اپنے ڈبل اسٹوری گھر کا اوپر والا پورشن کرائے پر دے دیں۔۔۔ نورین اور اس کے میاں کو یہ مشورہ خاصا پسند آیا۔۔۔ یوں ان کا اوپر والا پورشن کرایے پر چلا گیا۔۔۔ کرائے دار بھی اچھے مل گئے۔ ظہیر صاحب بجلی محکمے میں ملازم تھے۔ چار بیٹیاں، چاروں انتہائی ہنس مکھ اور سلیقہ شعار، خوبصورت اور ملنسار، ویسی ہی ان کی ماں شاید یہی وجہ تھی کہ ان کے ہاں مہمانوں کا تانتا بندھا رہتا۔ کبھی سہیلیاں مل کر ہلا گلا کر رہی ہیں۔۔۔ کبھی دور و نزدیک کے رشتے دار چلے آ رہے ہیں۔۔۔ سب کے سب سسرالی عزیز کہ میکے میں کوئی تھا ہی نہیں۔۔۔ نسیم اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھیں۔ ماں فوت ہوئیں تو باپ کو اپنے پاس لے آئیں۔۔۔ سب سے ایک سی محبت و مروّت سے ملتیں۔ نصیبو تو اکثر ہی ان کے ہاں جانے لگی تھیں۔

☆ ☆ ☆

گھر میں سناٹا سا چھایا تھا۔۔۔ اسی سناٹے میں نانا ابو کی

آواز گونجی۔

"ارے بھئی یہ ساری چڑیاں چپ کیوں ہیں۔۔۔ ٹی وی نہیں چل رہا؟ کرکٹ میچ نہیں ہوا؟ کہاں غائب ہیں سب؟"

ان کی آواز سنتے ہی حاجرہ اور خدیجہ بھاگیں اور ان کے بیڈ پر چڑھ گئیں۔۔۔ خدیجہ ساتویں' جبکہ حاجرہ چوتھی کلاس کی طالبہ تھی۔۔۔ دونوں گندمی رنگت والی دبلی پتلی لڑکیاں تھیں۔

"امی نے منع کیا تھا کہ شور نہ کریں۔ نانا ابو سو رہے ہیں۔" حاجرہ نے بتایا۔۔۔ کچن سے جو سر چلنے کی آواز آنے لگی۔۔۔ عائشہ بھی وہیں آگئی۔۔۔ وہ فورتھ ایئر میں تھی۔۔۔ صاف رنگت' متناسب قامت' اسٹیپس میں کٹے بال' جن کی اس وقت پونی بنا رکھی تھی۔ چہرے پر بلا کی ملاحت' آنکھوں میں اعتماد کی چمک۔

"ڈیر نانا! آپ نے تو ہلا کر رکھ دیا۔ کوئی ایسے بھی بیمار ہوتا ہے۔"

"بیمار ہونے کا اسپیشل طریقہ' مجھے تو نہیں آتا۔ کیوں بچیو! آپ کو آتا ہے۔" انہوں نے مصنوعی حیرت سے دریافت کیا۔ دونوں کھی کھی کرنے لگیں۔ فاطمہ جوس لے آئی۔ اس میں اور عائشہ میں بلا کی مماثلت تھی۔

"فوراً" پئیں۔۔۔ اور بستر چھوڑیں۔۔۔" اس نے پیار بھرے تحکم سے کہا۔ انہوں نے فوراً" گلاس تھام لیا۔ انہیں اپنی نواسیوں میں سب سے زیادہ فاطمہ سے پیار تھا۔۔۔ وہ تھی بھی سب سے زیادہ خدمت گزار اور متحمل مزاج۔۔۔ بی اے کر کے اب گھرداری میں مصروف رہتی۔۔۔ دو سال پہلے اس کی منگنی غیروں میں کی تھی۔۔۔ غیر تھے مگر اچھے رکھ رکھاؤ والے لوگ تھے۔ اب شادی کا ارادہ تھا۔ سو نسیم جوڑ توڑ کرتی رہتیں۔

سب ان کے کمرے میں جمع ہوگئے۔ نسیم بھی نماز پڑھ کر ان کے پاس آگئیں۔ وہ طمانیت کے ساتھ سب کی چھوٹی چھوٹی باتیں سن رہے تھے۔

"امی! آپ کو ان کے ہاں جانا چاہیے تھا۔ شکریہ ادا کرنے۔۔۔ اس دن بہت مدد کی۔ ورنہ میں اکیلی تو گھبرا گئی تھی۔" فاطمہ نے یاد کرایا۔

"ہاں واقعی۔۔۔ ورنہ جب سے آئے ہیں خاصے ریزرو سے لوگ تھے۔۔۔ کبھی کوئی گرم جوشی نظر نہیں آئی۔ محلے میں بھی زیادہ آنا جانا نہیں۔ میں تو انہیں بہت روکھے مزاج کے سمجھتی تھی۔"

"نہیں بھئی تم ضرور جانا۔ اس دن بارش میں اس لڑکے نے بہت بھاگ دوڑ کی۔" نانا ابو نے فوراً" کہا۔

"ہاں ہو آؤں گی۔۔۔ فاطمہ کی ساس کا فون آیا تھا۔۔۔ کل آپ کی عیادت کو آئیں گی۔" عائشہ ہولے سے کھنکاری تو فاطمہ نے اسے گھور کر دیکھا۔

"بہت عرصے کے بعد چکر لگائیں گی۔ اچھے سے کھانے بندوبست کر لینا۔۔۔ یہ ماجد کہاں ہے؟" نانا نے مشورہ دینے کے ساتھ ہی پوچھا۔

"اپنے کسی دوست کی طرف گئے ہیں۔ آتے ہی ہوں گے۔"

باہر کال بیل گونج رہی تھی۔۔۔ سیڑھیوں کے اوپر ان کی الگ بیل تھی۔ حاجرہ نے بھاگ کر دروازہ کھولا۔۔۔ نصیبو اور نورین تھیں۔ کچھ دیر نانا کے پاس بیٹھیں۔۔۔ پھر نسیم انہیں دوسرے کمرے میں لے گئیں۔۔۔ جہاں معمول کی بات چیت شروع ہوگئی۔۔۔ فاطمہ نے چائے کے ساتھ آلو کے کٹلس بنائے تھے۔ املی کی چٹنی کے ساتھ۔۔۔ دونوں نے مزے سے کھائے۔

"نورین! آپ میرے ساتھ چلیے گا۔۔۔ کبھی ان کے گھر گئی نہیں۔ اکیلے جاتے عجیب سا لگ رہا ہے۔ یہاں آنے کے بعد میں نے ان کے ہاں سموسے بھجوائے تھے۔ دروازے پر پتا نہیں کون تھا۔ واپس بھجوا دیے۔" نسیم نے کہا تو وہ ہنس دیں۔

"اس معاملے میں تھوڑا وہمی ہیں۔ ویسے میرا آنا جانا تو ہے۔۔۔ کل چلیں گے۔"

☼ ☼ ☼

"ہمیں تو کام دھندوں سے فرصت نہیں ملتی۔ ان کو دیکھو' کبھی کوئی آ رہا ہے یا جا رہی ہیں۔۔۔ پتا نہیں انہیں اتنی فرصت کہاں سے دستیاب ہوتی ہے۔"

عفیفہ نے بے حد کڑھ کر سوچا۔۔۔ جبکہ دیوار پار سے شور اٹھ رہا تھا۔

"اف آپی! آپ پر یہ کلر بے حد سوٹ کر رہا ہے۔۔۔ یہ ڈریس ہے ہی پیارا۔ آپ نے پہن لیا تو میرا بنا دیجیے گا۔"

"ذرا خیال سے کہیں تمہاری ساس شادی کی تاریخ ہی نہ طے کر دیں۔"

"عائشہ! قیمہ ابلنے کے لیے رکھ دو۔۔۔ خدیجہ! تم سے ابھی تک چاول نہیں چنے گئے۔"

"ہونہہ۔۔۔ سولہ سنگھار سے فرصت ملے تو ہی کچن کی طرف جائیں۔" زور سے کپڑا نچوڑتے ہوئے عفیفہ بڑبڑائی۔ جس دن سے یہ پڑوسی آئے تھے۔ ادھر آتی آوازیں' قلقل کرتی ہنسی' ماں کے ساتھ لڑکیوں کا دوستانہ تعلق۔۔۔ سہیلیوں کا گھر آنا۔۔۔ اسے سب کچھ ہی ناگوار گزرتا تھا۔

"آپ کیوں چڑتی ہیں۔۔۔ سب ہماری جیسی زندگی نہیں جیتے۔۔۔ کہ مہینوں گزر جائیں۔۔۔ گھر سے نکلنا نہیں ہوتا۔۔۔ مہمان ہیں تو بھولے بھٹکے آئیں گے۔۔۔ سہیلیاں بلا بلا کر تھک جاتی ہیں۔۔۔ گھر بلانے پر بھی پابندی۔" ارم کے لہجے میں ہلکی سی تلخی در آئی۔

"ارے۔" عفیفہ نے مڑ کر اسے دیکھا۔ "بہت اچھا لگتا ہے لور لور پھرنا۔۔۔ بن سنور کر نکلنا۔۔۔ جس گھر میں جوان لڑکیاں ہوں وہ بھی ایسی آزاد خیال' وہاں اسی طرح رشتے ڈھونڈے جاتے ہیں۔"

"بہت افسوس ہوا آپی! لگتا ہے آپ کے اندر بھی دادی اور امی کی روح حلول کر گئی ہے۔۔۔ بالکل وہی خیالات۔۔۔ لگتا ہی نہیں کہ آج کی پڑھی لکھی لڑکی کی سوچ ہے۔" ارم کو سچ مچ افسوس ہوا تھا۔ "لوگ ہماری طرح گھٹ گھٹ کر نہیں جیتے۔ زندگی کو زندگی سمجھتے ہیں۔۔۔ چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو حق سمجھ کر وصولتے ہیں۔ ہماری طرح ترس نہیں جاتے۔"

"دادی کو بتاؤں۔۔۔ بہت زبان چلنے لگی ہے۔" عفیفہ نے کپڑا جھٹک کر تڑی لگائی۔

"آپ کیا ان سے کم ہیں۔" وہ کتابیں اٹھا کر اندر چلی گئی۔

"یہ سب ان کا قصور ہے۔"

"کس کی بات کرتی ہو؟" دادی باتھ روم سے نکل کر آئی تھیں۔

"یہ ساتھ والیاں۔۔۔ کل بیٹھک کی صفائی کر رہی تھی' نہ جانے کہاں سے آ رہی تھیں۔" وہ کپڑے پھیلانے لگی۔

"ہمیں کیا؟۔۔۔" دادی نے زیادہ توجہ نہیں دی۔ عفیفہ مایوس ہو کر اپنی کام میں مصروف ہوگئی۔ مگر دھیان دوسری طرف تھا۔

"آج نہ جانے کون آیا ہے؟"

"یاد آیا۔۔۔ بڑے دنوں سے تمہاری خالہ کا فون نہیں آیا۔۔۔ اپنی ماں سے کہو' بہن سے پوچھے نبیل کب واپس آ رہا ہے۔۔۔ کچھ تمہاری رخصتی کا کریں' کب تک بٹھائے رکھیں گے۔"

دادی کی بات پر وہ خاموش ہوگئی۔ بہت دن ہوئے نبیل نے اسے بھی فون نہیں کیا تھا۔ شام کو نسیم نورین کے ساتھ آگئیں۔۔۔ بہت مشکور ہو رہی تھیں۔

"ارے چھوڑو۔۔۔ ہمسائے ہی ہمسائے کے کام آتے ہیں۔" دادی ان کی سلیقے سے کی گئی گفتگو سے خاصی متاثر ہو رہی تھیں۔

"پھر بھی۔۔۔ کون کسی کے کام آتا ہے۔۔۔ بچیاں گھر میں اکیلی تھیں۔۔۔ سو پریشان ہوگئیں۔"

"ہونہہ۔۔۔ ماں کو سیر سپاٹوں سے فرصت ملے تب گھر میں رہے نا!" عفیفہ نے اپنی ازلی انداز میں سوچا۔ جس کے بارے میں ارم کا خیال تھا کہ "نجانے نبیل بھائی آپ کے زاویۂ نگاہ کے ساتھ کیسے گزارا کریں گے۔" بظاہر وہ مسکرا کر انہیں کوک پیش کر رہی تھی۔

"آنٹی! فاطمہ وغیرہ کو بھی لے آتیں۔" اس نے قدرے اخلاق بگھارا۔

"مہمان آئے تھے۔۔۔ ان کے جانے کے بعد بکھراوا سمیٹ رہی تھیں۔" نسیم نے بتایا تو دادی اور زینب بی بی لڑکیوں کے بارے میں تفصیل پوچھنے

لگیں۔۔۔ جبکہ وہ آنٹی نورین کا جائزہ لے رہی تھی۔
"توبہ' بڑھاپا آگیا۔۔۔ پر ان کی میچنگ نہ گئی۔"

☆ ☆ ☆

"ذیشان کہاں ہے؟" گھر آتے ہی انہوں نے پہلا سوال یہی کیا تھا۔ اندر ٹی وی دیکھتے ذیشان نے ٹی وی بند کیا۔

"اللہ ہی خیر کرے۔" وہ باہر نکل آیا۔

"تم میری برداشت سے باہر ہوتے جا رہے ہو۔" ابو جی کا جملہ سنتے ہی جہاں وہ ٹھٹکا۔ وہیں کچن سے نصیو بھی نکل آئیں۔۔۔ باپ نے ہزاروں بار سرزنش کی ہو گی۔ ایسا سخت لہجہ پہلی بار سنا تھا۔ اس کے تیزی سے ذہن میں سارے دن کی روٹین دہرائی۔ اس نے نزدیک کچھ بھی قابل گرفت نہ تھا۔

"کیا ہوا؟" نصیو شوہر کے تیور دیکھ کر گھبرائیں۔

"پوچھو اس سے' یہ مجھے کہاں کہاں ذلیل کروائے گا۔۔۔ آئے تھے وہ تمہارے سسرال والے۔" وہ گرجے۔

"میرے سسرال والے...!"

"ہائے اللہ! اس نے چوری چھپے شادی کر لی۔" نصیو نے دل پر ہاتھ رکھ لیا۔ ذیشان ہکا بکا تھا۔

"اسرار کون ہے؟" انہوں نے شرربار نگاہوں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"اسرار۔۔۔" ذیشان نے پہلے غائب دماغی سے دہرایا پھر ایک دم چونکا۔ "جی دوست ہے۔"

"تم نے اس سے موٹر سائیکل خریدی؟"

"میں نے نہیں۔۔۔ محسن نے خریدی تھی۔" ذیشان نے مجرمانہ سے انداز میں سر جھکا لیا۔

"پیسے۔"

"کچھ دے دیے تھے تھوڑے باقی ہیں۔" اس کا لہجہ پسپا سا ہو گیا۔

"تھوڑے۔۔۔ یعنی پچاس ہزار۔۔۔" انہوں نے چبا چبا کر کہا تب ہی میزان بھی آگیا۔ اس کے انداز سے پتا چلتا تھا کہ وہ سب جانتا ہے۔ "اور کاغذات سب تمہارے نام۔۔۔ تمہارے شناختی کارڈ پر ساری کارروائی ہوئی۔۔۔ تمہارا ماما آکر پیسے مانگ رہا ہے۔ کہاں سے دوں۔۔۔ پولیس کی دھمکی دے گیا ہے۔"

"خوامخواہ پولیس کی دھمکی دے گیا ہے۔" ذیشان کو غصہ آگیا۔

"محسن سے کہو۔ اس کے پیسے دے۔ وہ لوگ ایک سال سے گھوم رہے ہیں۔۔۔ اب مزید نہیں رکیں گے۔" میزان نے سنجیدگی سے کہا۔

"تمہیں ضرورت کیا تھی۔ ان کاموں میں پڑنے کی۔" نصیو نے پریشانی سے کہا۔ اس نے جواب نہیں دیا۔ خاموشی سے مڑ کر کمرے میں چلا گیا۔

"دیکھا اس کے تیور۔۔۔ باقی سب ایک طرف' غلطی تسلیم کر لے یہی بڑی بات ہے۔۔۔ بتاؤ۔۔۔ اب کل دروازے پر پولیس کھڑی ہو گی۔۔۔ تو۔" وہ غیظ و غضب سے کانپ کانپ گئے۔ میزان نے آگے بڑھ کر انہیں تھام کر بٹھا دیا۔

"آپ فکر مت کریں۔ میں اسے سمجھاتا ہوں۔" وہ خود بھی ذیشان کے پیچھے کمرے میں چلا گیا۔

"یہ زمانہ ہے کسی کے ساتھ بھلائی کرنے کا۔۔۔ سال بھر سے وہ لوگ اس کے پیچھے ہیں۔ تھک ہار کر آج میرے پاس آئے۔۔۔ اس لڑکے کا کیا کروں۔۔۔ اسٹور پر چھوڑوں تو ہزاروں کا ادھار کر لیتا ہے۔۔۔ میں نے ساری عمر ادھار نہ کیا۔۔۔ یہ اپنے نام پر دوسروں کو پیسے دلا دیتا ہے۔۔۔ کسی کو فریج لے کر دیا تو ضامن خود بن گیا۔ کیسے ترقی کرے گا۔۔۔ زندگی میں اتنی لاپروائی۔"

"آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔"

"کیا ٹھیک کہہ رہا ہوں۔۔۔ سب تمہارے لاڈ پیار کا نتیجہ ہے۔" وہ الٹا ان ہی پر برسنے لگے۔ انہوں نے خاموشی سے سننا مناسب سمجھا اندر میزان' ذیشان کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے بھائی! کچھ کرتا ہوں۔ محسن کے کچھ پرابلمز چل رہے تھے۔ اس لیے ابھی تک پے منٹ نہیں کر سکا۔" سب کچھ سن کر ذیشان نے کہا تھا۔ اگلے کچھ دن ذیشان پر خاصے کڑے گزرے۔۔۔ کہ ابو

جی جہاں اسے دیکھتے وہیں برسنا شروع ہو جاتے۔۔۔ وہ بھی ان سے کترایا کترایا پھرتا۔ گھر کی مکدر فضا نصیو کو بے چین رکھتی۔

"آخر کب یہ معاملہ نبٹے گا۔" انہوں نے تنگ آکر بیٹے سے پوچھا۔

"بات ہو گئی ہے۔ محسن ایک ہفتے میں پے منٹ کر دے گا۔" ذیشان نے بتایا تو انہوں نے سکھ کا سانس لیا۔ لیکن سکھ کا یہ سانس زیادہ دن نہ رہا۔ یہ دو ہفتے بعد کی بات تھی۔ لڑکے باپ کے ساتھ کام پر چلے گئے۔۔۔ بمشکل ناشتے سے نبٹ کر کچن سے نکلیں۔۔۔ طبیعت بوجھل سی تھی۔

"شاید رات ڈھنگ سے نیند نہیں آئی۔" انہوں نے بکھرے گھر کو بے زاری سے دیکھا۔۔۔ کام والی کوئی رکھی نہ تھی۔ لیکن آج صفائی کو جی بھی نہ کر رہا تھا اور گھر کا سناٹا بھی برا لگ رہا تھا۔۔۔ وہ دروازہ لاک کر کے نورین کی طرف آگئیں۔ وہ بازار جانے کو تیار ہو رہی تھیں۔۔۔ ان کے خاندان کا کوئی لڑکا کوریا جا رہا تھا۔ انہیں اپنے بیٹے اور بہو کو بھجوانے کے لیے شاپنگ کرنا تھی۔ انہیں بھی دعوت دی۔

"نہیں طبیعت کچھ بیزار سی ہے۔۔۔ تھوڑی دیر نسیم کے پاس بیٹھوں گی تنہائی میں جی گھبرا رہا تھا۔"

"میزان کی شادی کر دیں۔۔۔ آپ کا اصل مسئلہ ہی تنہائی ہے۔" نورین نے مشورہ دیا تو وہ مسکرا کر اوپر کی سیڑھیاں چڑھنے لگیں۔ فاطمہ' عائشہ کی قمیص سی رہی تھی۔۔۔ گلے کا ڈیزائن بہت نفیس اور باریک سا تھا۔ نسیم نے کلام پاک کھول رکھا تھا۔۔۔ خدیجہ کچن میں آٹا گوندھ رہی تھی۔ جبکہ چھوٹی حاجرہ کے ہاتھ میں ڈسٹر تھا۔

"ماشاء اللہ' بڑی صفائی ہے تمہارے ہاتھ میں۔" نصیو نے قمیص اٹھا کر دیکھی۔ "کس کی ہے؟"

"عائشہ کی' ویسے تو وہ بھی سلائی کر لیتی ہے۔۔۔ لیکن اسے کالج سے فرصت ذرا کم ہی ملتی ہے۔" جواب نسیم نے دیا جو کلام پاک بند کر رہی تھیں۔

"ماشاء اللہ! بچیوں کو ہر فن میں طاق کیا ہے۔"

"لڑکیوں کے پاس یہی کچھ تو ہوتا ہے۔"

نصیو کچھ دیر بیٹھیں۔۔۔ فاطمہ شربت بنا لائی۔ طبیعت کی خرابی کا سنا تو چائے کے ساتھ ڈسپرین کھلا دی۔ اٹھنے لگیں تو خدیجہ کو ساتھ کر دیا۔

"آپ کا ہاتھ بٹا دے گی۔"

خدیجہ نے پھرتی سے سارا گھر سمیٹا۔۔۔ جھاڑو لگائی۔ فرش پر پوچا پھیرا۔۔۔ دوپہر کے لیے آٹا گوندھ کر فریج میں رکھا۔۔۔ سالن موجود تھا۔

"دوپہر میں یہی چل جائے گا۔ شام کو تازہ بنالوں گی۔" یہی سوچ کر وہ لیٹ گئیں۔۔۔ تھوڑی دیر ہی آنکھ لگی ہو گی۔ جب خدیجہ نے انہیں جھنجھوڑ ڈالا۔

"آنٹی! باہر پولیس کھڑی ہے۔" خدیجہ گھبرائی ہوئی تھی۔ دروازے پر تواتر سے بیل ہو رہی تھی۔۔۔ نصیو پریشانی میں اٹھ کر دروازے تک گئیں۔

"یہ ذیشان اکرم کا گھر ہے۔" بھاری گونج دار آواز تھی۔

"ہاں۔۔۔ کیا بات ہے؟" انہوں نے دروازہ نہیں کھولا تھا۔

"اسے باہر نکالو بی بی!"

"وہ تو گھر پر نہیں ہے۔"

"کدھر چھپایا ہے؟"

"ارے بھائی۔۔۔! کیا بات کرتے ہو۔ ہم شریف لوگ ہیں۔" ان کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہونے لگے۔

"شریف لوگوں کے دروازے پر پولیس نہیں آتی۔۔۔ تمہارے لڑکے کے خلاف پرچا ہے۔۔۔ شام تک تھانے پیش کرنا۔۔۔ نہیں تو ہم خود برآمد کر لیں گے۔" وہ مخصوص انداز میں بڑھکیں مار کر چلے گئے۔۔۔ نصیو کا دل ڈوبنے لگا۔۔۔ خدیجہ نے پانی پلایا۔ پھر بھاگ کر ماں کو بلانے چلی گئی۔ وہ فوراً ہی آگئیں۔

"اب کیا ہو گا۔۔۔ ذیشان کے ابو تو اسے جان سے مار دیں گے۔"

"فکر کیوں کرتی ہیں۔ گھبرانے سے مسئلے حل نہیں ہوتے۔۔۔ لڑکوں سے غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں۔ مل بیٹھ کر کوئی حل نکل آئے گا۔" نسیم نے تسلی دی۔

"اب تو بات تھانے تک پہنچ گئی۔ وہ تو کہتا تھا۔ معاملہ حل ہونے ہی والا ہے۔" انہوں نے فون کر کے میزان کو بلوالیا۔ رات کا کھانا بھی نہ بنایا۔۔۔ کھانا کس نے تھا۔ اکرم صاحب کا تو بس نہ چلتا کہ ذیشان کو کچا ہی کھا جائیں۔

"عاق کر دوں گا۔۔۔ یہ بدبخت جس دن سے جوان ہوا ہے۔۔۔ بدنامی نے اس گھر کا رستہ دیکھ لیا۔۔۔ کب تک اس کی غلطیاں سدھارتا رہوں۔۔۔ سارا محلہ باتیں بنا رہا ہے۔۔۔ مسجد جاتا ہوں تو لوگ پوچھتے ہیں۔ پولیس آپ کے دروازے پر کیا کرنے آئی تھی؟۔۔۔ دل تو چاہتا ہے خودکشی کرلوں۔ یہ دن بھی دیکھنا تھا۔" نصیبو نے بیٹے سے ایک لفظ نہیں کہا۔ وہ خود بھی ذیشان سے خفا تھیں۔۔۔ میزان نے کن دقتوں سے انہیں ٹھنڈا کیا۔

"کاش، میرا ایک ہی بیٹا ہوتا۔" اکرم صاحب نے بہت زیادہ ٹینشن لے لی تھی۔ ذیشان رات گئے گھر لوٹا۔ شاید اسے بھی خبر مل گئی تھی۔۔۔ آتے ہی کمرے میں گھس گیا۔

"آ گیا وہ اشتہاری۔۔۔ جس کی تلاش میں پولیس گھر پر چھاپے مار رہی ہے۔" اکرم صاحب کا بی پی اس کی آہٹ سن کر ہی شوٹ کر گیا۔۔۔ میزان نے انہیں تسلی دے کر بٹھایا۔

"میں بات کرتا ہوں ابو جی!"

"بات نہیں کرنی۔ اس سے کہو کل تک پیسے لا کر دے۔"

"جی!" وہ ذیشان کے کمرے میں آیا۔ جو بے توجہی سے کمپیوٹر سے چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔ ایک نظر میزان کو دیکھ کر پھر سے کی بورڈ پر انگلیاں چلانے لگا۔

"یار! کیا ہے یہ سب ہم ابھی تک اتنا سا مسئلہ حل نہ کر سکے۔" میزان نے دانستہ ہلکے پھلکے لہجے میں بات شروع کی۔ ذیشان کیا کہتا کہ محسن مسلسل ٹال مٹول کر رہا ہے۔۔۔ آج دوں گا، کل دوں گا، کرتے کرتے یہ دن آ گیا۔ حقیقتاً" وہ دوست کا بھلا کرتے کرتے خود گردن تک پھنس گیا تھا۔۔۔ یہ تو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ بات اس حد تک پہنچ جائے گی۔

"محسن کا نمبر دو۔۔۔ میں خود اس سے بات کروں گا۔۔۔ مجھے پہلے ہی یہ معاملہ خود ہینڈل کرنا چاہیے تھا۔ تم نے تو پورا سال گزار دیا۔"

"میں کرلوں گا بھائی!" اس نے جھنجلا کر کہا۔

"ذیشان! بہت ہو چکا۔ ابو کی حالت دیکھ رہے ہو۔۔۔ کل کو پولیس پھر آ گھسے گی۔۔۔ اور تم اچھی طرح جانتے ہو۔۔۔ گھر میں صرف امی ہوتی ہیں۔" میزان کے لہجے میں سختی در آئی۔

"میں نے کہا نا۔۔۔ میں کرلوں گا۔۔۔ مجھے ایک دن کی مہلت دیں گے؟" وہ بدلحاظی سے بولا۔ میزان کو غصہ تو بہت آیا۔ مگر ضبط کر گیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ اس سے کہو اگر رقم کا بندوبست نہیں کر پا رہا تو موٹر سائیکل واپس کر دے۔"

"کچھ نہ کچھ تو کروں گا۔" وہ کمپیوٹر یونہی چلتا چھوڑ کر واش روم میں جا گھسا۔۔۔ گویا اس سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"بدتمیز۔۔۔" میزان اپنا غصہ دباتا باہر نکل گیا۔

☆ ☆ ☆

"جھنگ میں شادی۔۔۔؟ نہ میں تو نہیں جا سکتی۔ نہ مجھ سے اتنا لمبا سفر ہوتا ہے۔ پھر اتنے دُور پرے کے رشتے دار، انہیں ہم کہاں سے نظر آ گئے۔" نصیبو نے تو سنتے ہی انکار کر دیا۔ مگر اکرم صاحب کا دل چاہ رہا تھا۔

"اسی بہانے سب سے ملاقات ہو جائے گی۔۔۔ ہر کسی سے کٹ کر رہ گئے ہیں۔"

"تو آپ چلے جائیں۔" نصیبو نے کہا تو وہ سوچ میں پڑ گئے۔

"ٹھیک ہے میں اور میزان جاتے ہیں۔"

"تو وہ تین دن اسٹور کون دیکھے گا؟" نصیبو میزان کو نہیں بھیجنا چاہتی تھیں۔

"وہ دن تمہارا سپوت نہ دیکھ سکے گا۔۔۔ وہ صرف روٹیاں توڑنے کے لیے ہے۔" انہوں نے گرج کر کہا۔

"پھر آپ نے ہی سو سو نقص نکالنے ہیں۔" وہ بڑبڑائیں۔

"ہاں۔۔۔ اس کی حرکتیں بہت اچھی ہیں۔۔۔ اب کے پولیس آئی تو خود آگے کر دوں۔"

نصیبو کو برا لگا۔ مگر کچھ بھی کہے بغیر اٹھ کر کچن میں چلی گئیں۔ اکرم صاحب نے کتنے دنوں سے ذیشان سے بات بھی نہ کی تھی۔

"اب کیا کہتا ہے؟" اکرم صاحب نے غالباً" میزان سے پوچھا۔

"اسرار اور محسن سے بات ہو گئی ہے۔۔۔ کہتا ہے اب پولیس نہیں آئے گی۔"

"اس کے لیے یہی اچھا ہے۔۔۔ یہ مسئلہ جلد حل ہو جائے۔"

لیکن یہیں ان سے غلطی ہوئی۔۔۔ آگے بڑھ کر اس مسئلے کو خود نمٹانے کے بجائے ذیشان کے سپرد کر دیا۔ حالانکہ وہ اور میزان دونوں اس کی جذباتی طبیعت سے اچھی طرح واقف تھے۔

یہ ان کے جانے کے بعد دوسری رات تھی۔ ذیشان سارا دن گھر سے باہر رہا۔۔۔ رات کو خاصی دیر سے لوٹا اور آتے ہی کمرے میں بند ہو گیا۔۔۔ کھانا بھی نہیں کھایا۔

"کھا کر آیا ہوں۔۔۔" ماں کے پوچھنے پر مختصراً" کہا۔۔۔ وہ کچن وغیرہ بند کر کے لیٹ گئیں۔۔۔ لیکن ایک گھنٹے بعد ہی پولیس دروازے پر تھی۔

"میں دیکھتا ہوں۔" وہ کمرے سے باہر تھا۔

"اب کیوں آئے ہیں۔۔۔ تم مت جاؤ۔۔۔" نصیبو ابھی سوئی نہیں تھیں۔۔۔ اس کا بازو پکڑ لیا۔

"بات تو کرنے دیں۔" ذیشان نے بازو چھڑا لیا۔

"ذیشان وہ تمہیں پکڑ لیں گے۔ میں بات کرتی ہوں۔" وہ خود دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔۔۔ ذیشان نے اشارہ کیا کہ کھولیں مت۔۔۔

"کدھر ہے وہ تمہارا اچھے خاں بیٹا؟"

"وہ گھر پر نہیں ہے۔"

"کدھر بھاگے گا اور کتنی دیر تک۔۔۔ ہاتھ لگ گیا تو ہڈی پسلی ایک کر دوں گا۔۔۔ بدمعاشی کرتا ہے۔۔۔ پہلے پیسے کھائے، پھر سر پھاڑ دیا۔۔۔" نصیبو نے گھبرا کر بیٹے کو دیکھا۔ وہ لب چبا رہا تھا۔۔۔ اچھی بھلی بات چیت میں گرما گرمی آ گئی تو اسراف، محسن اور ذیشان میں ہاتھا پائی ہو گئی۔

"مائی! تمہارا بیٹا اشتہاری ہے اشتہاری۔۔۔ باہر نکال دو۔۔۔ ورنہ گھر میں گھس کر تلاشی لیں گے۔"

ذیشان نے آگے بڑھنا چاہا۔ نصیبو نے ہاتھ جوڑ دیے۔

"بھائی! آہستہ بات کرو۔ یہ شریفوں کا گھر ہے۔"

"شریفوں کے گھر بار بار پولیس نہیں آتی۔۔۔ ایسے عزت دار تھے تو پہلے معاملہ رفع دفع کیا ہوتا۔۔۔ ہمیں کوئی شوق نہیں گھروں میں گھسنے کا۔۔۔ پر شریفوں والے کام بھی تو ہوں۔۔۔"

"ذیشان۔۔۔ میرے بچے! تو ساتھ والوں کے گھر کود جا۔۔۔" وہ بری طرح گھبرا گئی تھیں۔

"خوامخواہ کود جاؤں۔۔۔ کوئی بات ہے کرنے والی۔" ذیشان بگڑا۔

"ارے تجھے لے جائیں گے۔۔۔ بہت مارتے ہیں۔"

"اُفوہ۔۔۔ یہ کوئی انڈیا کی فلم چل رہی ہے۔۔۔ کیوں گھبرا رہی ہیں۔۔۔ کچھ نہیں ہوتا۔"

نصیبو اسے کھینچ کر اندر لے آئیں۔۔۔ جلدی جلدی نسیم کو فون کر کے مختصر لفظوں میں بات بتائی۔

"صبح تمہارا باپ سنبھال لے گا۔۔۔ ابھی نکل جا۔۔۔ تجھے اللہ کی قسم۔ ! ذیشان ماں کی بات مان لے۔"

"امی! بغیر وارنٹ کے گھر میں نہیں گھس سکتے۔۔۔ اور کیا تھانے کچہریوں میں لوگ نہیں جاتے۔"

"تمہیں کیا پتا۔۔۔ ان کے پاس وارنٹ ہوں۔۔۔ دیوار پھلانگ کر آ جائیں۔" زندگی میں پہلی بار ایسی سچویشن سے پالا پڑا تھا۔ ان کے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے۔ ان ہی کی کھینچا تانی اور افراتفری نے ذیشان کو مجبور کر دیا۔۔۔ نسیم نے باہر کے کمرے کا دروازہ کھول دیا تھا۔ وہ دیوار پھلانگ کر ادھر چلا گیا۔ نسیم نے اسے تانا

ابو کے کمرے میں بٹھادیا۔

"ارے جوان! اتنی سی بات سے گھبرا گئے۔" نانا ابو مذاق کرنے لگے۔ وہ کچھ شرمندہ ہو گیا۔

"میں نہیں امی گھبرائی تھیں۔"

وہ اسے اپنی جوانی کا اسی سے ملتا جلتا قصہ سنانے لگے ۔۔۔ نسیم چائے لے آئیں ۔۔۔ ذیشان دو تین گھنٹے بیٹھا اور جب نصیرہ کی تسلی ہو گئی کہ پولیس واپس چلی گئی ہے تو اسے بلوالیا۔ وہ دیوار ہی کے رستے واپس چلا آیا۔

☼ ☼ ☼

پورا چاند بکائن کی شاخوں کے عین اوپر جگمگا رہا تھا ۔۔۔ روپہلی چاندنی ریشمی تھان کی طرح پوری کائنات پر بکھرتی خوابیدہ جذبے جگا رہی تھی۔

"کیسی ہو؟"

"تمہارے بنا ادھوری ۔۔۔" بوجھل سی سرگوشی نے دوسری طرف بے چینی جگا دی ۔۔۔ وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی ۔۔۔ چاند عین اس کی نظروں کے سامنے تھا ۔۔۔ اور دور بیٹھا نبیل اس سے اپنی بے تابی بیان کر رہا تھا۔ وہ ہمیشہ اسی وقت فون کرتا تھا ۔۔۔ جب سارا گھر سو چکا ہوتا ۔۔۔ اسی مقصد کے لیے اسے موبائل فون تحفتاً دیا گیا تھا ۔۔۔ عفیفہ نے بس ارم کے سونے کا انتظار کیا پھر موبائل لے کر چپکے سے اوپر چلی آئی۔

"بس اب کچھ ہی دن ہیں ۔۔۔ جدائیوں کا کٹھن سفر تمام ہونے کو ہے ۔۔۔ اب کے واپس آؤں گا تو تم میرے ساتھ ہو گی۔"

"ہمیشہ یونہی کہتے ہو۔"

"کچھ مجبوریاں تھیں جانم ۔۔۔!" نبیل کی کال بہت طویل ہوتی ۔۔۔ اسے سنتے سنتے نیند آنے لگتی ۔۔۔ اب بھی گھنٹہ چٹکیوں میں گزر گیا ۔۔۔ کسی گھر کی بیل چیخی ۔۔۔ کہیں کوئی گاڑی آ کر رکی ۔۔۔ وہ دونوں اپنی ہی دنیا میں گم تھے ۔۔۔ ساتھ والے ٹیرس کا بلب روشن ہوا ۔۔۔ عفیفہ ٹہلتے ہوئے چھوٹی دیوار کے پاس آ گئی۔

"اب بس کرو نبیل ۔۔۔! صبح اٹھنا بھی ہے۔" وقت کافی ہو گیا تھا ۔۔۔ آخر عفیفہ ہی کو ٹوکنا پڑا۔

"میری نیندیں اڑا کر خود سونے جا رہی ہو۔" وہ چلا اٹھا۔

"کوئی اٹھ گیا تو کیا سوچے گا ۔۔۔ آدھی رات ہونے کو آئی۔"

یک دم کوئی سایہ سا نمودار ہوا اور ساتھ والوں کے گھر کود گیا ۔۔۔ اوپر موجود واحد کمرے کا دروازہ کھلا ۔۔۔ وہ تیزی سے اندر گھس گیا ۔۔۔

چند لمحوں کا کھیل تھا ۔۔۔ مگر بلب روشن ہونے کی بنا پر وہ ذیشان کو پہچان چکی تھی ۔۔۔ دروازہ کھول کر اندر گھسانے والی کون تھی ۔۔۔ عفیفہ دیکھ نہ سکی۔ بس اپنی جگہ سن سی کھڑی بند دروازہ دیکھتی رہی ۔۔۔ یہ چند لمحوں کا کھیل نظروں سے اوجھل ہی رہتا جو وہ دیوار کے پاس نہ کھڑی ہوتی ۔۔۔ نبیل دوسری طرف پکار رہا تھا ۔۔۔ مگر وہ گنگ سی کھڑی تھی ۔۔۔ نبیل سمجھا لائن کٹ گئی ہے ۔۔۔ اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔ عفیفہ بمشکل خود کو سنبھالتی نیچے آئی۔

"ایسی بے شرمی! ایسی جرات۔"

سن ہوتے ہاتھ پاؤں کے ساتھ اس نے دو گلاس پانی پیے اور دھڑ دھڑاتا دل سنبھالنے لگی ۔۔۔ اسے سمجھ میں نہ آتا تھا جو اس نے دیکھا۔ وہ سچ تھا یا ایک پل کا مغالطہ ۔۔۔ وہ سمجھتی تھی کہ ساتھ والے گھر کی لڑکیاں آزاد خیال ہیں۔ مگر آوارہ مزاج بھی ہیں ۔۔۔ یہ معلوم نہ تھا۔

"اور اب ۔۔۔ آدھی رات کو اس کمرے میں کیا ہو رہا ہو گا؟"

اسے سوچ کر جھرجھری سی آ گئی ۔۔۔ سب سو رہے تھے مگر اندر تو کھدبد ہو رہی تھی۔ بس نہ چلتا تھا کہ کس کو اٹھا کر یہ خبر سنائے۔ مگر اسے صبح تک انتظار کرنا ہی پڑا اور صبح ہوتے ہی اس نے یہ خبر امی کو سنا دی تھی۔

"کیا کہہ رہی ہو؟" وہ ہکا بکا رہ گئیں۔

"سچ کہتی ہوں ۔۔۔ امی! میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔" عفیفہ نے زور دے کر کہا۔

"تمہیں مغالطہ ہوا ہے ۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"

"حد ہو گئی ۔۔۔ بلب روشن تھا ۔۔۔ صاف نظر آ رہا تھا ۔۔۔ ذیشان اپنے گھر کی دیوار پھلانگ کر ان کی طرف آیا اور کسی نے دروازہ کھول کر اندر گھسا لیا۔"

"تم وہاں کیا کر رہی تھیں؟"

"نبیل کا فون تھا ۔۔۔ نیچے سگنل نہیں آ رہے تھے تو اوپر جا کر سننے لگی۔"

"یہ تو عجیب ہی بات ہے ۔۔۔ اماں! آپ نے سنا؟" وہ ساس کی طرف لپکیں ۔۔۔ ردعمل حسب توقع تھا ۔۔۔ پہلے حیرانی، پھر وہ اپنے کلیجے پیٹنے لگیں۔

"ایسی بے شرمی۔"

"امی میں کہے دیتی ہوں۔ اب اس گھر سے کوئی تعلق نہیں رکھنا۔" عفیفہ نے صاف کہا۔

"ہاں ۔۔۔ ہاں ہمارا تو اپنی بچیوں والا گھر ہے۔" دادی نے ہاں میں ہاں ملائی۔

"بچیوں والا نہیں ۔۔۔ لڑکوں والا۔" عفیفہ نے دانت پیس کر تصحیح کی۔

"ہاں بالکل ۔۔۔" دونوں نے اس کی بات سمجھ کر اثبات میں سر ہلایا۔

"دیکھنے میں کیسی رکھ رکھاؤ اور سبھاؤ والی لگتی ہے اور لڑکیوں کی ایسی تربیت۔" دادی نے افسوس سے کہا۔

"تب ہی تو کہہ رہی تھی ۔۔۔ مجھے کوئی فکر نہیں۔ جس نے پیدا کی ہیں۔ وہی سبب بنائے گا۔ فکر کی ضرورت کیا ہے ۔۔۔ سبب تو لڑکیاں خود بنا رہی ہیں ۔۔۔ اسی لیے تو کہتی تھی۔ یہ یونیورسٹی، کالج جانے والی لڑکیاں اسی طرح آزاد خیال ہوتی ہیں ۔۔۔ پڑھنے تھوڑی جاتی ہیں شوہر ڈھونڈنے نکلتی ہیں۔"

عفیفہ کو دادی کی اس رائے سے لاکھ اختلاف سہی ۔۔۔ لیکن وہ بغیر کچھ کہے کچن میں آ کر انڈے پھینٹنے لگی ۔۔۔ ذہن ابھی تک رات کے اسی لمحے میں اٹکا تھا۔

☼ ☼ ☼

اگلے چند دنوں میں دونوں گھروں کے تعلقات اگر کچھ بنے بھی تھے تو ختم ہو گئے ۔۔۔ ان کی طرف سے گرم جوشی نہ دکھائی دی تو وہ لوگ بھی کھنچ گئے۔ البتہ محلے کے باقی گھروں کے ساتھ نسیم کے تعلقات بہت اچھے تھے۔

اس دن دادی باہر سبزی والے سے سبزی خرید رہی تھیں ۔۔۔ جبکہ وہ صفائی ستھرائی کے بعد قدرے فرحت سے بکائن کی نیچے بچھی چارپائی پر بیٹھی اپنے چہرے کا جائزہ لے رہی تھی۔ کیونکہ خالہ اس کی شادی کی تاریخ طے کرنے آ رہی تھیں ۔۔۔ چند دنوں تک نبیل واپس آ رہا تھا۔

"آپی!" اوپر سے خدیجہ نے ٹیرس سے جھانک کر پکارا ۔۔۔ عفیفہ نے آئینے سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا ۔۔۔ نگاہوں میں ناگواری سی تھی۔

"آپ کے پاس شفون کا شاکنگ پنک دوپٹہ ہے۔ عائشہ آپی کے کالج میں فنکشن ہے ۔۔۔ ان کے سوٹ کا دوپٹا ۔۔۔"

"نہیں ہے ۔۔۔" اس نے خدیجہ کی بات ختم ہونے سے قبل ہی انکار دیا ۔۔۔ پھر اٹھ کر اندر آ گئی۔

"ہونہہ کوئی پرائیویسی ہی نہیں رہی۔"

اندر دادی سبزی کے ساتھ کسی خاتون کو لے آ رہی تھیں ۔۔۔ اور امی والہانہ انداز میں انہیں لپٹائے کہہ رہی تھیں۔

"ارے صغریٰ تم ۔۔۔ یہاں کہاں؟"

"مجھے پتا تو تھا کہ تم لوگ اسی کالونی میں رہتے ہو۔ مگر مکمل پتا نہیں معلوم تھا۔" وہ قدرے فربہی مائل گوری چٹی خاتون تھیں۔ لان کا بڑا قیمتی سوٹ پہن رکھا تھا۔

"عفی! بیٹا شربت بنا ۔۔۔ کچھ اچھا سا کھانے کو لا ۔۔۔ تمہاری خالہ ہے۔" دادی نے تعارف میں اک لمبا چوڑا رشتہ بتایا ۔۔۔ عفی کو ایسے دور پار کے رشتے داروں سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ سلام کر کے شربت بنانے لگی۔

"کچھ مت لانا۔ ابھی کھا پی کر نکلی ہوں۔" انہوں نے شائستگی سے منع کیا۔

"لو میرے گھر پہلی بار آئی ہو۔" زینب بی بی خفا ہوئیں۔

"اب تو آنا جانا لگا ہی رہے گا۔۔۔ بیٹے کی شادی کر رہی ہوں۔۔۔ ضرور آنا۔"

"اچھا' تمہارے تو تین بیٹے تھے؟"

"بڑے دونوں خاندان میں ہی نبٹ گئے۔۔۔ چھوٹے کے لیے باہر سے لا رہی ہوں۔۔۔ اللہ خیر کرے۔۔۔ بظاہر تو بڑی نیک اور باادب معلوم ہوتی ہے۔" وہ ہنس دیں۔

"اللہ بعد میں بھی ایسا ہی نیک اور سمجھ دار رکھے۔۔۔ کہاں رشتہ کیا ہے؟" امی نے دلچسپی سے پوچھا۔

"یہ تم لوگوں کے پڑوس میں ہی شفٹ ہوئے ہیں ماجد صاحب۔۔۔ ان کی بڑی لڑکی ہے فاطمہ۔۔۔ پڑھی لکھی 'سلیقہ شعار' سلائی کڑھائی میں ماہر کھانا ایسا کہ انگلیاں چاٹتے رہو۔" وہ اپنی ہونے والی بہو کی تعریف میں رطب اللسان تھیں۔۔۔ اور باقی دونوں کو سانپ سونگھ گئے۔ کچن میں عفیفہ کے کان کھڑے ہو گئے جلدی جلدی جگ گلاس ٹرے میں رکھ کر لے آئی۔

دادی اور امی نے ایک دوسرے کو کچھ نہ بتانے کا فیصلہ کیا۔۔۔ کیا فائدہ دوسروں کی بیٹی کی راہ کھوٹی کرنے کا۔۔۔ خدا پردہ رکھنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ پھر کون جانے کیا ہوا تھا کیا نہیں۔ مگر عفیفہ کو کون روکتا۔

"ارے آنٹی! آپ نے بھائی کا رشتہ یہاں کیا ہے؟"

"ہاں! تم نے تو دیکھا ہو گا۔۔۔ بہت پیاری ہے۔۔۔ تم نے اپنے بیٹوں کے کہیں رشتے کیے زینب؟"

"نہیں۔۔۔ ابھی سفیان کی نوکری نہیں لگی۔۔۔ عالیان ابھی پڑھ رہا ہے۔ البتہ عفیفہ کی رخصتی اب کرنے والی ہوں۔" زینب نے بتایا۔

"تو منگنی کر دو۔۔۔ ویسا فاطمہ سے چھوٹی عائشہ بھی خوب صورت ہے۔" انہوں نے یونہی برسبیل تذکرہ بات کی۔

"خوب صورتی کو کیا کرنا ہے۔۔۔ جب کردار ہی نہ ہو۔" عفیفہ نے منہ پھاڑ کر کہا۔

وہ بری طرح چونکیں۔

"کیا بات کر رہی ہو۔۔۔؟"

"ہمارے تو ساتھ رہتی ہیں۔۔۔ ہم سے کیا چھپا ہے"

"عفی! دیکھو۔۔۔ شاید چولہا جل رہا ہے۔" زینب نے بہانے سے اٹھانا چاہا۔ مگر وہ ڈھٹائی سے بولی۔

"نہیں امی۔۔۔! ابھی تو چولہا جلایا ہی نہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد آنٹی کے لیے چائے بناؤں گی۔"

"چائے رہنے دو۔۔۔ تم نے ابھی کیا کہا؟"

"چھوڑیں آنٹی! ہم کیوں برے بنیں۔ آخر آپ نے کچھ سوچ کر ہی رشتہ کیا ہو گا۔" عفیفہ کے جملے پر مزید ٹھٹک گئیں۔۔۔ اس کے پیچھے ہی پڑ گئیں۔

"عفی! یہ ہماری نسلوں کا سوال ہے۔"

"جی تب ہی تو کہے بغیر رہ نہیں سکی۔" زینب بی بی نے اشارے کیے۔ دادی نے گھوریاں دیں۔ مگر عفیفہ نے گویا کچھ نہ دیکھا۔ آرام سے کہتی رہی اور ان کے چہرے کی بدلتی رنگت دیکھتی حظ اٹھاتی رہی۔

"تمہیں ضرورت کیا تھی۔۔۔؟" صغریٰ کے جانے کے بعد زینب نے ڈانٹا۔

"کیوں میں نے کچھ جھوٹ بولا ہے؟" اس نے تنک کر کہا تھا۔

☼ ☼ ☼

نانا ابو کے ہاتھوں اور پیروں پر اچھی طرح تیل کی مالش کرنے کے بعد وہ تسلے میں نیم گرم پانی لے۔۔۔ ہاتھ پاؤں دھلا کر وہ نرم تولیے سے خشک کر رہی تھی جب خدیجہ بھاگتی ہوئی آئی۔

"اپیا! آپ کی ساس آئی ہیں۔"

نانا کے سامنے یوں برملا ساس کہنے پر وہ سٹپٹا گئی۔ ان کے لبوں پر نرم سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"تمہاری ماں کہاں ہے؟"

"وہ نہا رہی ہیں۔"

"فاطمہ! جاؤ بیٹا! انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ" نانا ابو نے شفقت سے کہا تو جلدی سے ہاتھ دھو کر با

نکل آئی اور نکلتے ہی خدیجہ کا کان پکڑ لیا۔

"خود نہیں بٹھا سکتی تھیں ۔۔۔ اب اس گندے سندے حلیے میں سامنے جاؤں۔"

"اپیا! وہ آپ کو دو سال پہلے ہی پسند کر چکی ہیں۔" خدیجہ نے تسلی دی۔ وہ سلیقے سے دوپٹہ اوڑھتی کچن میں آگئی ۔۔۔ وہ اکیلی تھیں اور ساتھ میں ایک عدد سیاہ بیگ بھی ۔۔۔ انہوں نے فاطمہ کے سلام کا جواب دینا ضروری نہ سمجھا۔ فاطمہ ان کے اکھڑے اکھڑے تیور دیکھ کر ٹھٹک سی گئی۔

"ماں کہاں ہے تمہاری ۔۔۔" ان کا لہجہ و انداز۔ نہ وہ پہلی سی وارفتگی نہ جوش ۔۔۔ عجیب سرد مہری ان کے ہر ہر انداز سے چھلک رہی تھی۔

"نہا رہی ہیں ۔۔۔ میں ۔۔۔"

"جلدی بلاؤ ۔۔۔ مجھے زیادہ دیر نہیں رکنا۔"

کسی انہونی کے احساس سے فاطمہ کا دل وحشت زدہ ہو کر دھڑکنے لگا ۔۔۔ اس نے جا کر واش روم کا دروازہ دھڑ دھڑایا۔

"اب کپڑے بھی پہننے دو گی!" جھنجلائی ہوئی آواز آئی۔ غالباً" خدیجہ انہیں پہلے ہی بتا گئی تھی ۔۔۔ وہ گیلے بال لپیٹتی باہر نکلیں۔

"بہت غصے میں لگتی ہیں۔"

"ہیں ۔۔۔ وہ کیوں ۔۔۔؟" انہوں نے قمیص ٹھیک کرتے ہوئے پوچھا۔

"پتا نہیں آپ جا کر دیکھیں۔ میں شربت بناتی ہوں۔" فاطمہ کچن میں آگئی۔ عائشہ کالج گئی تھی۔ ہاجرہ اپنا ہوم ورک کر رہی تھی۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ شربت بنانے لگی۔ برف کے کیوبز کئی بار ہاتھ سے پھسلے ۔۔۔ وسیم کی امی کے تیور بہت بدلے ہوئے تھے۔ وہ ٹرے لے کر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھی ۔۔۔ پھر دروازے میں ہی ٹھٹک گئی۔

تقدیر کی اپنی ہی چال ہوتی ہے۔ ہمیشہ اچانک اور چپکے سے وار کرتی ہے۔

کانچ کے برتن ایک دوسرے سے ٹکرائے۔ خدیجہ نے ہاتھ سے ٹرے تھام لی ۔۔۔ اس نے آنکھوں میں پھیلی دھند کے پار منظر دیکھنا چاہا۔

منظر غائب تھا اور آوازیں واضح۔

"یہ کیا کہہ رہی ہیں ۔۔۔ کس نے آپ کو بہکایا ہے؟" یہ بھنچی ہوئی خوفزدہ آواز کس کی تھی۔

"میں نے بھولائی ہے ۔۔۔ زمانے کا گند نہیں سمیٹنا:"

نہ زمین پھٹی' نہ آسمان کا کلیجہ شق ہوا۔ بس اک عفت مآب بچی کی نیک نامی کی دھجیاں اس کے اپنے ہی گھر میں اڑائی گئیں۔

کون لوگ ہوتے ہیں ۔۔۔ جو بنا تصدیق دوسروں پر الزام دھر دیتے ہیں۔

وہ بھی اتنا گھناؤنا الزام۔

وہ لڑکھڑاتے قدموں سے پلٹی ۔۔۔ آنکھوں میں ایسی دبیز دھند تھی کہ نہ خدیجہ کے کانپتے لب دکھائی دیے' نہ نانا ابو کا پیلا پڑتا چہرہ ۔۔۔ اسے تو رستہ بھی دکھائی نہ دیتا تھا ۔۔۔ اندھوں کی طرح ٹٹول کر آگے بڑھی ۔۔۔ پھر نجانے کس نے اس کے کانپتے وجود کو سنبھالا۔

اور کون ہوتے ہیں جو بنا تصدیق اس الزام کی صداقت پر ایمان لے آتے ہیں۔

"آپ کو یہ رشتہ ختم کرنا ہے تو سو بار کریں ۔۔۔ مگر یوں الزام تراشی مت کریں۔" عائشہ کی آواز بہت دور سے آئی۔

"یہ تم لوگوں کی چیزیں ۔۔۔ ہماری چیزیں ابھی اور اسی وقت واپس کریں۔"

"میری بات سنیں۔ ان کے ابو کو تو آنے دیں ہمیں صفائی کا موقع تو دیں۔"

"امی! کیوں گڑگڑا رہی ہیں ۔۔۔ کس بات کی صفائی؟"

وہ اپنا آپ چھڑا' اندھوں کی طرح بڑھی اور کمرے میں جا کر دھاڑ سے دروازہ بند کر لیا۔

اور ساتھ والے گھر کے پچھلے صحن میں بیٹھی اپنے جہیز کے لیے فرنیچر پسند کرتی عفیفہ کو خبر بھی نہ ہوئی کہ اس کی غلط فہمی نے اسی کی طرح نازک جذبے رکھنے والی لڑکی کے خواب جلا کر بھسم کر دیے ہیں۔

وہ تو حیرت سے سوچ رہی تھی۔

"بڑی خاموشی ہے ان کے گھر میں؟"

"کہیں گئی ہوں گی۔ انہیں گھر میں چین کہاں؟" عفیفہ کی بات سن کر تسبیح کرتی دادی نے تنفر سے کہا۔

"امی! دیکھیں' یہ ڈیزائن کیسا ہے؟" عفیفہ نے کیٹلاگ آگے کیا ۔۔۔ تو دادی بھی متوجہ ہو گئیں۔

"یہ تو بہت مہنگا ہو گا۔" دادی کے اعتراض پر عفیفہ کا منہ بن گیا تو ماں فوراً" بول اٹھی۔

"ہمیں کون سا چھ سات بیاہنی ہیں ۔۔۔ ارم کی باری تو پانچ چھ سال بعد آئے گی ۔۔۔ جیسا پسند کرو گی ویسا ہی بنوادیں گے۔"

"یہ تو چلی جائے گی شارجہ ۔۔۔ فرنیچر تو یہیں رلنا ہے ۔۔۔ مناسب سا بنوا دو۔" دادی کا مشورہ دل کو لگا ۔۔۔ عفیفہ بھی سوچ میں پڑ گئی۔

"واقعی مہنگا ہو یا سستا میرے کس کام کا ۔۔۔ برتنا تو ساس نندوں نے ہے ۔۔۔ بہتر ہے نہ ہی بنواؤں ۔۔۔ اس کی جگہ زیور اور بنوا لیتی ہوں۔ نبیل سے مشورہ کروں گی ۔۔۔ وہی روک سکتا ہے۔"

"ٹھیک ہے دادی جان! بعد میں دیکھیں گے۔" اس نے کیٹلاگ بند کیا اور ساتھ والے ٹیرس کو دیکھنے لگی ۔۔۔ وہاں کی خاموشی عجیب سی لگ رہی تھی۔ شاید وہ لوگ ادھر سے اٹھنے والے شور شرابے کے عادی ہو گئے تھے ۔۔۔ اور یہ شور شرابہ آدھی رات کو اٹھا ۔۔۔ رونے پیٹنے کی آوازیں واضح طور پر ساتھ والے گھر سے آرہی تھیں۔ سب ہڑبڑا کر جاگے۔

"باہر مت جایئے گا ۔۔۔ پتا نہیں ڈاکا پڑا ہے یا ۔۔۔"

"افوہ دیکھنے تو دو۔" ابو اور سفیان باہر نکل گئے۔ خود عفیفہ بھی ڈرائنگ روم کی کھڑکی کی طرف بھاگی ۔۔۔ گھروں کے دروازے کھل رہے تھے۔ آن واحد میں سارا محلہ جمع ہو گیا ۔۔۔ عورتیں مرد۔

"ان کے ہاں جو بزرگ رہتے تھے۔ وہ فوت ہو گئے۔" کسی نے با آواز بلند اطلاع دی۔

"اوہ ۔۔۔ تو ان کے نانا ابو!" عفیفہ نے اندر آ کر دادی اور ماں کو اطلاع دی۔ وہ فوراً" چادریں اوڑھ کر جانے کو تیار ہو گئیں۔

"آپ کہاں جا رہی ہیں؟" عفیفہ نے جھنجلا کر پوچھا۔

"ان کے رشتے دار تو گاؤں اور دوسرے شہروں میں رہتے ہیں ۔۔۔ ایسے وقت میں ہمسائے ہی کام آتے ہیں۔" اسے تو دادی کی منطق نرالی ہی لگی۔ مگر موقع ایسا تھا کہ وہ چپ ہو گئی۔ محلے میں بہت دنوں تک اس ناگہانی موت کا ذکر ہوتا رہا۔

"نواسی کے کرتوت کا پتا چل گیا ہو گا تب ہی اچانک ہارٹ اٹیک ہو گیا۔" عفیفہ نے سفاکانہ تبصرہ کیا۔

"ایک تو وہ بزرگ تھے۔ دوسرے قضا کسی بھی وقت آسکتی ہے۔" ارم کو اس کی بات اچھی نہیں لگی تھی۔

"تم چپ ہی رہو۔ ہر بات میں دخل مت دیا کرو۔" عفیفہ کو کہاں دخل اندازی پسند آسکتی تھی۔ فوراً" ٹوک دیا۔

☼ ☼ ☼

سارے کمرے دھو کر اس نے پنکھے چلائے' خود باہر نکل آئی ۔۔۔ نکھرے ستھرے فرش' ٹھنڈی سکون بخش فضا' جالی کے سفید پردے کھینچنے کے بعد کیسا پر سکون سا تاثر ابھرتا تھا۔

"میں چلی گئی تو دیکھوں گی ۔۔۔ کون اس گھر کو اتنا سجا سنوار کر رکھتا ہے۔"

"آپ جائیں تو ۔۔۔ آپ سے زیادہ سجاؤں گی۔" نورین آنٹی کے لیے چائے لے کر آتی ارم نے فٹ سے کہا۔

"اچھا صرف میری موجودگی میں ڈھیٹ بنتی ہو۔"

"آپ اپنے سامنے کسی اور کی دال گلنے ہی نہیں دیتیں۔" ارم نے صاف گوئی سے کہا۔

"تمہاری زبان کچھ زیادہ ہی چلنے لگی ہے۔" عفیفہ تلملا گئی۔

وہ بغیر جواب دیے پچھلے صحن میں نکل گئی۔ جہاں نورین آنٹی' دادی اور امی کے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ بکائن کی گھنی چھایا اور ہلکی ہوا نے گرمی کا تاثر

زائل کر دیا تھا۔ جب تک وہ گھر کے اندر صفائی کرتی سب گھر والوں کو اس طرف دھکیل دیتی تھی۔

آج چھٹی کا دن تھا۔۔۔ کچن سے پریشر ککر کی ہلکی شوں۔۔۔ شوں سنائی دے رہی تھی۔ آج کھانا پکانے کی ذمہ داری ارم کی تھی۔۔۔ بلکہ جس دن سے عفیفہ کی شادی کی ڈیٹ فکس ہوئی تھی۔۔۔ کچن کا زیادہ کام وہ سنبھال رہی تھی۔ اور خاصی خوش اسلوبی سے سنبھال رہی تھی۔ چائے نورین آنٹی کو تھما کر واپس چلی گئی۔

"لو اب اتنی گرمی میں چائے ٹھونسیں گی۔" عفیفہ نے ناقدانہ نظروں سے ان کا جائزہ لیا۔۔۔ انہوں نے بڑے پیارے پرنٹ والا لان کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ میچنگ چپل۔

"اور ایسا کون سا سوٹ ہے جس کے ساتھ میچنگ چپل نہ ہو۔" اس نے چڑ کر سوچا۔۔۔ پھر سر اٹھا کر ساتھ والوں کا ٹیرس دیکھنے لگی۔۔۔ کتنے دن گزر گئے۔۔۔ نہ مشین کی کھٹ کھٹ سنائی دی۔ نہ باتوں کی آوازیں۔۔۔ یوں لگتا تھا اوپر والی منزل میں کوئی رہتا ہی نہیں۔

"آپ کے کرائے داروں کا کیا حال ہے آنٹی؟"

اس نے یونہی سن گن لینے کو پوچھا۔

"بس حادثہ ہی اتنا اچانک ہے کہ بے چارے اب تک سنبھل ہی نہ سکے۔" انہوں نے آہ بھر کر کہا۔

"خیر سے بڑے میاں کھاپی کر' اولاد کی خوشیاں دیکھ کر رخصت ہوئے ہیں۔" دادی کی منطق پر عفیفہ کو ہنسی آگئی۔

"مگر جو حادثہ ان کی موت کا سبب بنا وہ بھلانے والا نہیں۔۔۔ چہیتی نواسی کی منگنی ٹوٹنا اور وہ بھی اس طرح۔"

"اس' منگنی ٹوٹ گئی۔۔۔ وہ کیوں۔۔۔؟" عفیفہ سب سے پہلے بول اٹھی۔ ساتھ ہی معنی خیز نظروں سے دادی اور ماں کو دیکھا۔

"نہ جانے کون گھٹیا ذہنیت کے لوگ تھے۔ منگنی توڑنے کے دس بہانے ہوتے ہیں مگر یوں ایک شریف اور پاک باز لڑکی پر الزام لگانا پست ذہنیت کے لوگوں کا کام ہے۔ اپنا مطلب نکالنے کے لیے دوسروں کو بدنام کرنا۔۔۔"

"رائی ہوتی ہے۔ تب ہی پہاڑ بنتا ہے لوگ پاگل تو نہیں کہ اپنی طرف سے قصہ گھڑ لیں۔ کچھ نہ کچھ تو دیکھا ہوگا۔" عفیفہ چمک کر بولی۔

"نہیں عفی بیٹا! بہتان تراشی گناہ ہے۔" انہوں نے نرمی سے ٹوکا۔

"بہتان کیسا؟ میری تو آنکھوں دیکھی ہے۔۔۔ ایسی شریف اور پاک باز ہیں تو وہ کون ہے جو آدھی رات کو دیوار پھلانگ کر ان کے گھر آتا ہے؟"

وہ عفیفہ ہی کیا جس کی زبان پر آئی بات رک جائے' امی اور دادی کی گھوریاں بھی کام نہ آئیں۔

"ارے چھوڑو۔۔۔ ہمیں کیا لینا دینا۔" ماں نے بات ٹالنا چاہی۔

مگر وہ پوری بات کہہ کر رکی۔

نورین آنٹی کا رنگ متغیر ہو گیا۔۔۔

"عفی! تم لوگوں نے یہ بات اور کس کس سے کہی ہے؟" انہوں نے باری باری سب کا چہرہ دیکھا۔

"ہمیں کیا ضرورت ہے؟" عفیفہ نے بے نیازی دکھائی۔

"فاطمہ کی ساس سے؟"

"نہیں تو۔۔۔"

"میں نے ایک دن فاطمہ کی ساس کو آپ لوگوں کے گھر سے نکلتے دیکھا تھا۔" ان کے ذہن نے کلک کیا۔

"ہاں۔ وہ ہماری دور پرے کی رشتہ دار ہیں تو۔۔۔" دادی نے کچھ کہنا چاہا۔ انہوں نے تیزی سے بات قطع کی۔

"تو۔۔۔ آپ نے۔۔۔ آپ لوگوں نے یہ زہر ان کے کانوں میں انڈیلا ہے؟"

"آپ خوامخواہ ہمیں الزام مت دیں۔۔۔ جس نے جو بویا ہے وہی کاٹے گا۔" عفیفہ کا لہجہ تیز ہو گیا۔

"چپ کر جاؤ۔ تمہیں اندازہ ہی نہیں کہ تم نے کیا کیا ہے۔۔۔ زندگی برباد کر دی اس معصوم لڑکی کی۔۔۔ یوں بغیر سوچے سمجھے' بغیر تصدیق کیے اس کے خلاف

زہر اگلنا عقل مندی تھی۔۔۔؟ سال بھر سے وہ لوگ میرے ساتھ رہ رہے ہیں۔ ایسی کوئی بات ہوتی تو میری نظر میں نہ آتی؟" نورین آنٹی کی آواز اونچی ہو گئی۔

"وہ جو میں نے ذیشان کو۔۔۔"

"وہ' احمق لڑکی۔۔۔!" نورین آنٹی نے دانت پیستے ہوئے سارا واقعہ گوش گزار کر دیا۔۔۔ جب ساری بات ختم ہوئی تو تینوں ساکت نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔

"تمہاری جلد بازی نے اس لڑکی کے سارے خواب نوچ لیے۔۔۔ اس کے راستے میں کانٹے ہی کانٹے بچھا دیے۔۔۔ میں تم سے کیا کہوں عفی! خود محسوس کرو۔۔۔ دو سال سے جس شخص کی ہمراہی کے خواب دیکھے۔۔۔ وہ یوں گھناؤنا الزام لگا کر چھوڑ جائے تو اس نازک دل لڑکی کے پاس کیا بچا ہوگا۔۔۔ سوچو! اگر اس کی جگہ یہ سب تمہارے ساتھ ہوا ہوتا۔"

بلا ارادہ عفیفہ کی نگاہیں ٹیرس کی طرف اٹھ گئیں۔۔۔ اور ان کے ساتھ جڑا چھوٹا سا ٹیرس اتنا دور بھی نہ تھا کہ نورین آنٹی کی بلند ہوتی آواز وہاں کھڑی فاطمہ زہیر تک نہ پہنچتی۔

"یہ ہیں میرے ارمانوں اور نیک نامی کے قاتل۔"

اس کی نگاہیں سوال کر رہی تھیں۔

عفیفہ نے اس کے کپکپاتے لب اور فق چہرہ دیکھا۔۔۔ اس کا جی چاہا۔ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔ فاطمہ تیزی سے ہٹ گئی۔

فضا میں صرف حزن و ملال کا رنگ رہ گیا۔

☼ ☼ ☼

نورین نے نصیبو سے سب کہہ دیا تھا۔۔۔ وہ گم صم سی ان کا چہرہ دیکھتی رہ گئیں۔۔۔ پھر سر جھکا لیا۔۔۔ لیکن نورین ان کی آنکھوں سے چھلکتے آنسو دیکھ چکی تھیں۔۔۔ انہوں نے دھیرے سے نصیبو کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

"اس میں آپ کوئی قصور نہیں نصیبو۔۔۔!"

"میری کوئی بیٹی نہیں۔۔۔ لیکن اس لڑکی کا دکھ اپنے دل پر محسوس کر رہی ہوں۔ نادانستگی میں سہی۔۔۔ اس بچی کے لیے آزار کا باعث تو بنے ہیں۔ پھر ان کے نانا' مجھے تو محسوس ہوتا ہے۔ ان کی موت کے ذمہ دار بھی ہم ہیں۔ آہ' اس لڑکی کی غیر ذمہ داری اور میری جلد بازی نے کیا کچھ کر ڈالا۔ میں تو ان بچوں سے آنکھ ملانے کے بھی قابل نہیں رہی۔۔۔ کیسی ہنستی کھیلتی' خوش مزاج بچیاں تھیں۔۔۔ ہر وقت رونق سی لگائے رکھتیں۔۔۔ میں سوچا کرتی تھی۔۔۔ کاش ایسی ہی کوئی میری بھی بیٹی ہوتی۔۔۔ اور اب۔۔۔ چپ گم صم۔۔۔ ان کے گھر کے سناٹے پر پہلے تو افسوس ہوتا تھا۔۔۔ اب وجہ پتا چلی ہے۔۔۔ تو بے چینی اور دکھ ہونے لگا ہے۔" وہ دل گیر لہجے میں کہتی چلی گئیں۔

"بڑی بات ہے۔ اور جن کی وجہ سے یہ سب ہوا انہیں شاید احساس بھی نہیں۔" نورین خود بھی دکھی تھیں۔

"کاش اس دن میں نے ذیشان کو نہ بھیجا ہوتا۔۔۔ یا نسیم ہی انکار کر دیتی۔۔۔ لیکن میں اتنا ڈر گئی تھی کہ اور کچھ سوجھا ہی نہیں۔"

"شاید فاطمہ کے مقدر میں یہی سب تھا۔۔۔ اب دعا کریں۔۔۔ ان لڑکیوں کے نصیب جلد کھل جائیں۔"

"اللہ کرے۔" دونوں بہت دیر تک بیٹھی دکھ و افسوس کا اظہار کرتی رہیں۔ نورین چلی گئیں۔۔۔ تو نصیبو نے خود کو روزمرہ کے کاموں میں مصروف کر لیا۔۔۔ مگر کسی کام میں بھی دل نہ لگا۔ دھیان تو فاطمہ میں ہی اٹک گیا تھا۔۔۔ بھنڈیاں بھی اچھی نہ بنیں۔۔۔ چاول بھی بیٹھ گئے۔ رائتہ سلاد بنایا ہی نہیں۔

"والدہ! بہت بھوک لگ رہی ہے۔" ذیشان شور مچاتا آگیا۔

"نکال لو۔" انہوں نے بے زاری سے کہا اور برآمدے میں آکر بیٹھ گئیں۔۔۔ اس واقع کے بعد سے ذیشان خاصا ذمہ دار ہو گیا تھا۔۔۔ روز اسٹور پر جاتا اگرچہ اس نے سارا کام سنبھال لیا تھا۔ پھر بھی ماجد صاحب احتیاط" ساتھ ہی چلے جاتے کہ ابھی بھی انہیں ذیشان کی طرف سے دھڑکا ہی لگا رہتا کہ اپنی لاپروائی سے کوئی

نقصان ہی نہ کردے۔۔۔ وہ دوپہر کا کھانا گھر آکر کھاتا اور باپ کے لیے اسٹور پر لے جاتا۔ میزان کا اسٹور دور پڑتا تھا۔ اس لیے وہ دوپہر کو گھر نہیں آتا تھا۔

"واہ۔۔۔ کیا کھانا ہے۔۔۔ چاول تو فائیو اسٹار کو مات کر رہے ہیں۔۔۔ اور بھنڈی۔۔۔ یقیناً" یہ بھنڈیوں کا قیمہ نئی ڈش ایجاد ہوئی ہوگی۔ ایسے شاندار ذائقہ دار کھانے کے ساتھ رائتے سلاد کی ضرورت تو یوں بھی محسوس نہیں ہوتی۔"

"چپ کرکے کھاؤ۔"

انہیں ذیشان پر غصہ آنے لگا۔

"میں تو چپ کرکے کھاؤں گا۔۔۔ کیا ابا حضور بھی کھالیں گے۔"

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔" وہ اٹھ کر کچن کے دروازے میں آگئیں۔

"یہ بھنڈیوں کا قیمہ۔۔۔" اس نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔

"فاطمہ کی منگنی تمہاری وجہ سے ٹوٹی ہے۔" وہ پھٹ پڑیں۔

"ہیں۔۔۔ میرا فاطمہ کی منگنی سے کیا تعلق؟"

ذیشان ہکا بکا رہ گیا۔

"تعلق ہے۔" انہوں نے ساری بات بتائی۔۔۔ ذیشان کے چہرے کے تاثرات گہری سنجیدگی میں ڈھل گئے۔

"میں اس قدر شرمندہ ہوں کہ ان لوگوں کا سامنا بھی نہیں کرسکتی۔" وہ رو دینے کو تھیں۔

"میں آپ سے کہہ بھی رہا تھا کہ کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ بغیر وارنٹ کے پولیس گھر میں نہیں گھس سکتی۔ مگر آپ ذیشان چلے جاؤ۔۔۔ ذیشان کو دجاؤ۔۔۔"

"ہاں اب دو ماں کو الزام۔ اپنے کرتوت نہیں پتا۔" غصہ کسی نہ کسی سمت تو نکلنا ہی تھا۔

"اب بخش بھی دیں۔" اس نے چمچ پلیٹ میں پٹخا۔

"تمہیں کیا پتا' میرے دل کو چپکے لگے ہیں۔۔۔ کسی پل چین نہیں۔۔۔ جو کچھ بھی ہوا ہماری وجہ سے ہوا۔۔۔ فاطمہ کے نانا بھی اسی صدمے سے چل بسے' سوچ سوچ کر میرا دماغ ماؤف ہو رہا ہے۔"

دماغ نسیم کا ماؤف ہوا تھا۔۔۔ ذیشان کا نہیں۔ کچھ دیر کے بعد آہستگی سے بولا۔

"اگر نقصان ہماری وجہ سے ہوا ہے تو تلافی کردیں۔"

"کیسے؟۔۔۔" انہوں نے بیٹے کی شکل دیکھی تو وہ مسکرا دیا۔

"اسی لیے کہتا ہوں۔۔۔ آپ کی نزدیک کی نظر کمزور ہے۔۔۔ کھانا پیک کردیں۔۔۔ بلکہ رہنے دیں ابو جی کا پارہ ہائی ہوگا۔"

"مگر تم۔۔۔ کچھ کہہ رہے تھے۔" وہ بیٹے کے اچانک کھڑے ہونے پر جھنجلا گئیں۔

"سوچ تو لینے دیں۔ کفارہ غلطی سے زیادہ تو نہیں۔"

وہ انہیں الجھتا چھوڑ کر چلا گیا۔

☆ ☆ ☆

خوشی خوشی شادی کی تیاری کر رہی تھی۔ اب تو سب کچھ ماند پڑ گیا۔ کسی کام' کسی چیز میں دل نہ لگتا۔ دھیان تھا کہ دیوار پار بھٹکتا رہتا۔

شادی کے سرخ جوڑے میں کسی کے ارمانوں کا خون ٹپکتا محسوس ہوتا۔

زیور کی چمک دمک میں کسی کی آنکھوں کی ماند پڑتی جوت جھلکنے لگتی۔

میک اپ کا سامان خریدتی تو فاطمہ کا پیلا چہرہ نظروں کے سامنے آجاتا۔

"اری تمہیں ہوتا کیا جا رہا ہے۔۔۔ نہ کسی کام میں دھیان' نہ شوق نہ لگن۔۔۔ ایسی بے دھیانی۔۔۔"

دادی بڑبڑانے لگتیں اور عفیفہ سوچتی۔

"وہ بھی تو میرے ہی جیسی ہے۔۔۔ وہی ارمان' وہی خواب۔۔۔ سب کیسے بھول بھال گئے ہیں۔۔۔ لیکن کیا وہ بھول سکتی ہے اور میں جس کی وجہ سے یہ سب ہوا۔"

کبھی کبھی اسے لگتا وہ عفیفہ نہیں فاطمہ ہے اور نبیل اسے چھوڑ گیا ہے۔ وہ گھبرا کر نبیل کو فون کرنے لگتی۔

"کیا ہے یار! اب دن کتنے ہیں۔۔۔ اتنی بے تابی کیوں؟" وہ کام میں مصروف جھنجلا جاتا تو عفیفہ شرمندہ ہو جاتی۔

"سوری! میں نے تو بس یونہی۔۔۔"

"تمہیں ہو کیا گیا ہے۔ رنگت دیکھو' کیسی پیلی پڑ رہی ہے۔" یکدم ماں نے گھیر لیا۔

"امی! میرے دل سے فاطمہ کا خیال نہیں جاتا۔" عفیفہ نے بے بسی سے بتایا۔

"جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب بس بھی کرو۔ کیا اسی کو لے کر بیٹھی رہو گی۔" انہوں نے لاپروائی سے کہا۔

"میں نے اسے کتنا بدنام کردیا۔ اب اسے کون بیاہنے آئے گا؟"

"تم اپنے بیاہ کی فکر کرو۔۔۔ جو اس کے مقدر میں ہو گا مل جائے گا۔ تم کیوں باؤلی ہو رہی ہو۔"

"امی! اگر ہم سفیان کے لیے فاطمہ کو۔۔۔"

"پاگل ہو گئی ہو۔ سفیان کی تو ابھی نوکری بھی نہیں لگی۔" وہ بدک کر پیچھے ہٹیں۔

"تو کیا ہوا۔۔۔ بات تو کی جاسکتی ہے۔" عفیفہ پرجوش ہوئی۔

"فضول باتیں مت کرو۔ میں نے شروع سے سفیان کے لیے تمہاری خالہ کی لڑکی کو سوچا ہے۔۔۔ اب ختم کرو۔ اس موضوع پر کوئی اور بات نہ سنوں خوامخواہ' دوسروں کے لیے ہلکان ہونے کی ضرورت نہیں۔"

انہوں نے سختی سے ٹوک دیا۔ ضروری تو نہیں کہ جو بوجھ وہ اپنے دل پر محسوس کر رہی تھی۔ وہ دوسرے بھی کریں' اس کی ہر کوشش بے کار گئی۔ جیسے جیسے اس کی شادی کے دن قریب آرہے تھے۔ بے کلی میں اضافہ ہو رہا تھا۔

"اس بوجھ کے ساتھ میں خوش رہ سکوں گی۔" اپنی مہندی کی صبح عفیفہ نے افسردگی سے کہا۔۔۔ اردگرد شور اور ہنگامہ تھا۔ مہمانوں کی آمد شروع تھی۔ "مجھے صغریٰ خالہ کے گھر جانا ہوگا۔ میں انہیں ساری بات بتاؤں گی۔ میری جلد بازی نے جو کانٹے فاطمہ کی راہ میں بکھیرے ہیں۔ وہ مجھے ہی چننے ہیں۔"

اس نے مصمم ارادہ کیا۔ مگر کسی نے مہندی کے دن گھر سے نکلنے ہی نہ دیا۔

"اب بھاگی جاؤ گی۔ لوگ کیا کہیں گے۔ بتادوں گی سب کچھ صغریٰ کو۔۔۔ تم تو وداع ہو۔" ماں نے دانت پیس کر کہا۔

لیکن اسی شام نورین آنٹی مٹھائی کا ڈبہ لیے آگئیں۔۔۔ یہ مٹھائی نصیو نے خاص طور پر ان کے لیے بھجوائی تھی۔

"خیر سے نصیو کو گھر بیٹھے ایسی اچھی بہوئیں مل گئیں۔ سلیقہ شعار' ہنس مکھ اور پڑھی لکھی لڑکیاں۔۔۔ یقیناً" اس کے گھر کو جنت کا نمونہ بنادیں گی۔ میزان کا رشتہ فاطمہ اور ذیشان کا رشتہ اس سے چھوٹی عائشہ کے ساتھ طے ہو گیا ہے۔ تم لوگوں نے تو کسر نہیں رکھی۔۔۔ پر تقدیر کے تو اپنے ہی فیصلے ہوتے ہیں۔"

عفیفہ نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔ آنکھوں دیکھی جھوٹ نہیں ہوتی۔ مگر کبھی کبھار مفہوم وہ نہیں ہوتا جو ہماری عقل سمجھتی ہے۔

☆